www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمہوریت اور حاکمیتِ الٰہیہ

درپیش حالات کے تناظر میں

اہلیانِ پاکستان کے دل ودماغ اور قومی اوقات وصلاحیتیں اس قدر بے مصرف کیوں ٹھہریں کہ تین برس ہونے کو آئے ہیں، آئے روز صدرِ پاکستان کی بددیانتی کے حوالے سے سپریم کورٹ آف پاکستان، حکومت کو حکم دیتی ہے کہ قوم کا پیسہ واپس لانے کا خط لکھا جائے لیکن وقت کا صدر اور پیپلز پارٹی کا شریک چیئرمین دستوری استثنا سے فائدہ اُٹھانے پر ہی مصر ہے۔ ۶/ اکتوبر ۲۰۰۷ء کو بدنام زمانہ این آر او (قومی مفاہمتی آرڈیننس) جاری ہوتا ہے، ۱۶ دسمبر ۲۰۰۹ء کو سپریم کورٹ کے ۱۷ رکنی بنچ کا مختصر فیصلہ آتا ہے، پھر دسمبر ۲۰۱۱ء میں مفصل فیصلہ بھی آجاتا ہے۔ بار بار حکومت سے اصرار کیا جاتا ہے، وزیر اعظم پر توہین عدالت کا الزام بھی لگتا ہے۔ وزیر اعظم شہید عدالت بننے کا منتظر ہے، عدالت کے احترام اور اُس کے اپنے ہونے کے برملا دعوے کرتا ہے لیکن کبھی عدالت کے حکم پر عمل درآمد بالکل نہیں کرتا۔ اب صاف اور برملا یہ کہتا ہے کہ پارٹی مفادات اور اپنے چیئرمین کے خلاف کوئی اقدام نہیں کروں گا، چھ ماہ کی قید منظور ہے۔ سیاسی وفاداری اتنی اہم ٹھہری ہے کہ اب تو وزیر اعظم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اُس کے فرزند سید موسیٰ گیلانی نے بھی بلاول بھٹو کے منہ بولے بھائی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ کہاں گئے عہدے اور منصب قبول کرتے وقت آئینی حلف نامے اور کہاں گیا قومی مفاد اور دین واخلاق؟ پھر بھی ہماری قوم نادان ہے کہ ایسے ہی سیاسی مہروں کو منتخب کرتی چلی آتی ہے۔ قوم کا پیسہ پہلے برباد کیا گیا، اب قوم کا وقت اور ذہن بے کار مصارف میں اُلجھایا جارہا ہے۔ کیا یہی حکومت کرنے کے طریقے ہیں، انہی طریقوں سے قومیں شادکام ہوتی ہیں؟

عدالت کی بھی مہربانی کہ پورے چار سال کے بعد خدا خدا کر کے فیصلہ تو سنادیا، صد شکر کہ ابھی اسی دورِ حکومت میں ہی فیصلہ آگیا، وگرنہ تو حکومتیں اور افراد گزر جاتے ہیں اور مغرب کے دیئے عدالتی نظاموں کے منصب دار گڑے مردے اُکھاڑنے لگ جاتے ہیں۔ آج اگر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری حکومت اتنی بے دھڑک ہو کر عدالتی فیصلے سننے کی منتظر بنی بیٹھی ہے کہ جو کرنا ہے، عدالت ہی کرے، ہم نے اپنی رَٹ نہیں چھوڑنی، تو اس کے پس پردہ عدالت کی بے جا تاخیر اور حکمرانوں کی یہی ٹائمنگ کارفرما ہے کہ انتخابات میں تھوڑا سا وقت ہی باقی رہ گیا ہے۔ وزیراعظم اور صدر پہلے ہی پاکستانی تاریخ کے طویل ترین وقت پانے والے صدر اور وزیراعظم بن چکے ہیں۔ اُن کے حلیف کہتے ہیں کہ ان کی ٹرم تو پوری ہو ہی چکی، اب عدالت اُنہیں معزول بھی کردے تو اس سے اُنہیں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ مستقبل میں دوبارہ ہمدردی کے ووٹ لے کر جاہل ووٹروں سے منتخب ہونے کے قوی امکانات پیدا ہو جائیں گے۔ جب سوا دو سال قبل عدالت نے فیصلہ کر ہی لیا تھا، تو مکمل فیصلہ کو دو سال لٹکانے اور پھر اب توہین عدالت کی رٹ لگا کر، اس پورے عدالتی نظام کو رُسوا کرنے سے کیا حاصل؟ درپیش صورتِ حال کا ہماری جمہوریت میں کوئی حل ہے بھی یا نہیں؟ ملک اور جمہوریت کے دو اہم ترین ستون ایک دوسرے سے باہم دست و گریباں ہیں۔ عدلیہ اپنی پوری اجتماعیت کے ساتھ اور انتظامیہ اپنے سب سے بڑے عہدیدار وزیراعظم کے ذریعے... یہ ہے وہ جمہوریت اور اس کی جانب ۶۰ سالہ پیش قدمی جس کے تقدس کی مالا جپتے ہوئے ہم ہمیشہ خوبصورت خواب ہی آنکھوں میں سجائے رکھتے ہیں۔ اسی جمہوریت کا انعام اب اہل عرب کو بھی عطا کر دیا گیا ہے کہ اُن کی قربانیوں اور اسلامی جذبات کا خون اب اِسی سے ہو گا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہی جمہوریت ہمارے دکھوں کا مداوا بھی ہے اور کیا اسی سے اُمتِ اسلام، دنیا و آخرت کے ثمرات حاصل کر لے گی؟

عرب دنیا میں اسلامی تحریکیں آج جمہوریت مل جانے پر خوشی سے پھولے نہیں سماتیں۔ ہر ملک جس میں عوامی انقلاب آیا ہے، وہاں جمہوریت کو مسلط کر دیا گیا ہے۔ مصر ہو یا تیونس، دونوں جگہ بڑی قربانیوں شہادتوں کے بعد، اسلام پسندوں کو انتخابات میں بھاری بھرکم کامیابیاں ملی ہیں۔ جہاں ان ممالک میں اسلام پسندوں کے لئے انتخابات ایک بڑی نوید بن کر آئے ہیں، وہاں پاکستان میں جمہوریت کا فیضان یہ ہے کہ ۶۲ سال جمہوری سائے تلے گزارنے کے بعد پاکستان میں اسلام، جمہوری کلچر کا ایک ناکام حوالہ بن چکا ہے۔ اس وقت اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کسی بھی نمایاں سیاسی جماعت کے نزدیک اسلام کا نعرہ ایسا اہم نہیں رہا کہ اس سے انتخابات میں کامیابی کا تصور وابستہ کیا جائے۔ مستقبل قریب میں ہونے والے انتخابات میں اسلام پسندوں کے لئے یہاں کسی نمایاں کامیابی کا امکان بھی اب معدوم ہوتا جا رہا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہوریت کی یہ کارفرمائی بھی اہل اسلام کے لئے قابل غور ہے!!

جمہوریت کی ایک مہربانی یہ بھی ہے کہ دسیوں مقامات پر اسلام پسند کسی اتفاقی وجہ، ردعمل یا عوام کی اسلام سے بہتری کی اُمید کی بنا پر اقتدار میں تو آچکے ہیں لیکن اسلامی جماعتوں کے انتخابات میں ایسی کامیابیوں سے اسلام کو کبھی کوئی خاص فائدہ حاصل ہوا بھی ہے یا نہیں؟ یہ اصل سوال ہے... ماضی میں الجزائر میں اسلامک فرنٹ، فلسطین میں حماس، ترکی میں رفاہ پارٹی اور پاکستان کے صوبہ خیبرپی کے میں مجلس عمل کی صورت میں اسلام پسندوں کو کامیابیاں مل چکی ہیں، لیکن اسلام پسندوں کی اِن جمہوری حکومتوں کے کوئی ٹھوس نتائج سامنے نہیں آئے۔ حال ہی میں تیونس میں تو ۴۰ فیصد نشستیں حاصل کرنے کے بعد وہاں کی حركة النّهضة حکومت بناکر اپنا وزیراعظم بھی لاچکی اور مصر میں اخوانی اور سلفی جماعتیں بالترتیب ۴۳ اور ۲۴ فیصد نشستوں میں عظیم الشان کامیابی حاصل کرنے کے بعد دو تہائی سے بھی زیادہ اکثریت پاچکی ہیں اور عنقریب وہاں دورِ حاضر کی مضبوط ترین اسلامی حکومت قائم ہوگی۔ لیکن اسلامی جماعتوں پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہوگی کہ کیا مستقبل میں بھی جمہوریت کے پودے پر برگ وبار لاکر وہ اسلام کی کوئی خدمت کرپاتی ہیں یا نہیں؟ ہمیں شدید خدشہ ہے کہ اگر وہاں کوئی بڑی اور مثبت تبدیلی نہ آئی تو عالم عرب میں اسلامی جماعتوں کو اگلا موقع پھر کبھی نہ ملے گا اور پاکستان کی طرح وہاں بھی 'اسلام' انتخابات میں ناکام حوالہ بن کر رہ جائے گا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی رحمت اور برکت سے اُمتِ اسلام کے دکھوں کا مداوا کرے، ربّ کو راضی کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی ایک مثالی فلاحی اسلامی ریاست وجود میں آسکے لیکن ماضی کے تجربے اور اندیشے کوئی اچھی خبر نہیں لاتے۔

ان ممالک میں جمہوری استحکام کے نام پر امریکہ نے ایک طرف اپنی کانگریس سے ملینوں ڈالرز[1] کا مطالبہ کررکھا ہے تو دوسری طرف یہی امریکہ افغانستان میں بھی اسی جمہوریت پر

---

۱ روزنامہ جنگ لاہور کی خبر کا متن: "واشنگٹن (جنگ نیوز) امریکا کے صدر بارک اوباما کی انتظامیہ نے مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے عرب ممالک [کویت، مصر، تیونس اور فلسطین وغیرہ] میں زیر عمل جمہوریت نواز انقلابی تحریکوں کی سرپرستی کرتے ہوئے سیاسی اور دیگر اصلاحات کے عمل کو تیز کرنے کے لئے ۷۷ کروڑ ڈالر فنڈز جاری کرنے کی درخواست کی ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ یہ نیا فنڈ امریکی محکمہ خارجہ اور یو ایس ایڈ کے ۲۰۱۳ء کے بجٹ کے لئے درخواست کردہ ۵۱ اعشاریہ ۶ بلین ڈالر رقم کا حصہ ہے۔ جو مجموعی امریکی حکومتی بجٹ کی تقریباً ایک اعشاریہ ۴ فیصد رقم بنتی ہے۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالبان کو آمادہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔ طالبان سے کئے جانے والے معاہدوں میں امریکہ کی طرف سے بنیادی شرط، کرزئی حکومت کی زیر نگرانی بنائے گئے دستور پر افغانی طالبان کا اتفاق کرنا ہے، جس سے تاحال دانش مند طالبان قیادت گریز ہی کرتی چلی آرہی ہے۔ دراصل دستور کے انجینئرڈ طریقے سے حکومت اور معاشرہ سازی کا میکنزم اتنا پیچیدہ ہو جاتا ہے کہ عوام الناس اُس کے گورکھ دھندے سے غافل اور لاتعلق ہو جاتے، حکومتی عناصر اس میں جوہر دکھاتے اور نت نئے حیلے بہانے تراشتے اور عالمی قوتوں کو اپنے مہرے تلاش کرنے اور اپنا کھیل بنانے کی آزادی مل جاتی ہے، پھر اسلامی جماعتوں کو بھی اسی دستور کے زیر سایہ آئینی کامیابی حاصل کرنے کا راستہ دکھادیا جاتا ہے۔ نتیجتاً پاکستان کی طرح دستور و جمہوریت کے تقاضے تو پورے رہتے ہیں، لیکن اسلام اور اہل اسلام کی کوئی مراد پوری نہیں ہوتی۔ پاکستان اس کی زندہ مثال ہے؛ یہ زرداری حکومت ہی نہیں، پاکستان میں ۸۸ء سے ۹۹ء تک کی جمہوری حکومتوں کا بھی یہی نقشہ رہا ہے...!!

دوسری طرف حالیہ تاریخ میں تین اور اسلامی ممالک میں بھی تبدیلی آئی ہے: ایران، افغانستان اور سعودی عرب... ان تینوں ممالک کی تبدیلی مغربی طرزِ سیاست کے بجائے اس طرز پر آئی جو اُن ممالک کا اپنا سیاسی اسلامی تصور تھا۔ ایران نے شیعہ اسلام، افغانستان نے حنفی اسلام اور سعودی عرب نے کتاب وسنت کی بالاتری کے ذریعے معاشرے میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ نتائج یہ رہے کہ ایران کے شیعہ انقلاب نے اپنی قوم کو متحد کرنے اور شیعیت سے مستفید ہونے میں کامیابی حاصل کی۔ ایسے ہی افغانستان پر گنتی کے چند سالہ دورِ حکومت میں طالبان نے ایک جنگجو اور منتشر قوم کو امن وامان اور استحکام عطا کرنے میں کافی کامیابی حاصل کی اور اب ان طالبان کی یہ اہمیت ہے کہ آج امریکہ ان سے معاہدے کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے اور سعودی عرب بہر حال کتاب وسنت کے قانونی غلبہ کی بنا پر ملتِ اسلامیہ کا روشن ستارہ ہے جو اللہ کے نظام کی عظمت وبالاتری کی حجت وبرہان اُمتِ اسلام اور اہل کفر پر قائم کر رہا ہے۔ یہ تینوں ممالک جمہوری آزمائش سے نہیں گزرے لیکن وہاں اسلام کامیابی اور عوام کامرانی کے مراحل طے کرتے نظر آئے۔ ان ممالک کو جمہوری کلچر کی آزادی بلکہ لعنت نصیب نہیں ہوئی اور قوم منتشر اور باہم دست وگریباں نہیں ہوئی... کیا یہ دلائل وحقائق غور وفکر کرنے کے لئے کافی بنیاد نہیں ہیں۔ مغرب کے نباض اور شاعر مشرق تو پہلے ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہوریت کی حقیقت ان الفاظ میں کھول چکے ہیں:

تو نے دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام　　چہرہ روشن، اندرون چنگیز سے تاریک تر
دیوِ استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب　　تو سمجھتا ہے، آزادی کی ہے نیلم پری

ہمارے حکمرانوں کو بھی اسی جمہوری نظام کے خانہ ساز دستور سے تحفظ لینے کے دعوے ہیں۔ ہم لوگ اس خانہ خراب جمہوریت سے پہلے ہی نالاں ہیں، اوپر سے اس جمہوریت کے یہ برگ وبار... اللہ ہمارے اہل دانش کو سمجھائے کہ اَب تو اس سے باز آکر خالص اسلام کی طرح رجوع کرلیں...!!

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی صورت میں جہاں انسانوں کو اپنی بندگی کا طریقہ سکھایا، وہاں اُنہیں اپنی معاشرتی و اجتماعی زندگی گزارنے کے طور طریقے بھی واضح فرما دیے۔ اجتماعی نظاموں میں اہم ونمایاں ترین نظام سیاسی نظام ہوتا ہے جسے اسلام کے سیاسی نظام 'خلافت وامارت' کے طور پر جانا جاتا ہے۔ آج اُمتِ مسلمہ جمہوریت کے سحر میں کھوئی ہے اور ہر کوئی اسلام کے سیاسی نظام کے طور پر جمہوریت کے گن گاتا نظر آتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اسلام کا شورائی نظام اور طریقہ انتخاب اہل مغرب نے جمہوریت کی شکل میں جذب کرلیا ہے۔ جبکہ اسلام کے شورائی نظام اور جمہوریت کے نظام فیصلہ وقانون سازی میں زمین وآسمان کا بُعد ہے، ایسے ہی اسلام کا مناصب پر تعین بھی جمہوریت کے نظام انتخاب سے بالکل مختلف ہے۔ ان دونوں پر پھر کبھی بات ہوگی....!

جمہوریت کے تصورِ مساوات کا بڑی شدت سے ڈھنڈورا پیٹا جاتا اور کہا جاتا ہے کہ اسلام نے مساوات کا جو تصور دیا ہے، یہی تصور جمہوریت میں بھی موجود ہے۔ ذیل میں ہم جمہوریت اور اسلام کے تصورِ مساوات کا ایک مختصر جائزہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:

جمہوریت جو اہل مغرب کا متعارف کردہ نظام ہے، اس میں مساوات کا تصور ایک خاص سطح پر آکے رک گیا ہے۔ جبکہ اسلام کا تصورِ مساوات ہی حقیقی اور کامل ہے۔ یوں تو مساوات کا نعرہ بذاتِ خود ایک مغربی نعرہ ہے اور اسلام نے اس کی جگہ 'عدل' کی اصطلاح استعمال کی ہے کہ مختلف النوع ذمہ داریوں اور صنفوں کے لحاظ سے حقوق وفرائض کا وہی تناسب ہونا چاہئے جو عین عدل وانصاف کا تقاضا ہے، نہ کہ تمام لوگوں کو مساوات کے نام پر ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دیا جائے، تاہم جہاں ایک جیسے انسانوں کے باہمی حقوق کی بات آئے یا قانون پر عمل درآمد کی بات ہو تو اس میں اسلام مساوات کی عین پاسداری کرتا ہے جو جمہوریت کے تصورِ مساوات سے بہت بلند اور کامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تمام انسانیت پر بلا استثنا حاکمیتِ اعلیٰ

جمہوریت دراصل انسانوں کی اپنے جیسے انسانوں پر حاکمیت کا نام ہے جس میں ظاہری اور تقابلی اکثریت کی بنا پر بعض انسانوں کو اپنے جیسے دوسرے انسانوں پر اپنے قانون چلانے کا حق مل جاتا ہے۔ جبکہ اسلام انسانوں کی بجائے اللہ کی حاکمیت کا نام ہے جس میں تمام انسان اپنے خالق کی عطا کردہ شریعت کے سامنے مطیع وفرماں بردار ہوتے ہیں۔ اگر جمہوریت میں حاکمیت کے اس تصور کو دیکھا جائے تو وہاں انسانوں کا حاکم اعلیٰ اُصولی طور پر باز پرس سے بالا تصور کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر کی جمہوریتوں میں جمہوری سربراہوں اور بعض اوقات صدر جمہوریہ کو قانونی باز پرس سے استثنا کا اُصولی استحقاق حاصل ہوتا ہے جبکہ پاکستان کے اسلامی جمہوری نظام میں قانون سے بالاتر ہونے کا یہ استحقاق صدر کے ساتھ صوبائی گورنروں کو بھی حاصل ہے جسے دستور پاکستان کی دفعہ ۲۴۸ ب میں بیان کیا گیا ہے۔ دوسری طرف اسلام کے سیاسی نظام 'خلافت' کا مطالعہ کیا جائے تو وہاں اللہ کے احکام سے بالا ہونے کا معمولی سا استحقاق بھی کسی کو حاصل نہیں۔ جمہوریت میں یہ حق کسی بھی ریاست کے اعلیٰ ترین عہدے کو حاصل ہے اور ریاست کے مختلف صوبوں کے گورنر حضرات کو بھی جبکہ اسلام میں خلیفہ راشد بھی اس استحقاق یعنی شرع سے بالاتری تو کجا، شریعت کی باز پرس سے بھی اپنے آپ کو بالا قرار نہیں دے سکتا۔ یاد رہے کہ موجودہ وطنی ریاستوں کے بالمقابل خلافتِ اسلامیہ اپنی عظمت وسطوت اور وسعت وقوت کے لحاظ سے بہت عظیم تر ہوتی ہے اور اللہ کی حاکمیت اعلیٰ خلافت وامارت کے نظام میں تمام افراد پر اس طرح غالب ومستحکم ہوتی ہے کہ انسانیت کے عظیم ترین مقام 'نبوت' کو بھی حاکمیت الٰہیہ کے سامنے کسی استثنا کا کوئی استحقاق حاصل نہیں ہوتا۔ لاریب کہ سید المرسلین، نبی الثقلین، پیغمبر آخر الزمان محمد ﷺ اللہ کی مخلوقات سے بہتر واعلیٰ ترین ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو کسی بھی اسلامی اجتماعیت کی غیر معمولی قیادت عطا کرتا ہے اور مسلمانوں کے دین وایمان کو نبی مرسل پر ایمانِ کامل لانے سے مشروط کرتا ہے، اس کے باوجود قرآن کریم انبیا سے یوں خطاب کرتا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾

"کسی بشر کے لئے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب، حکومت اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، لیکن اے انسانو! تمہارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ ربانی بن جاؤ، کیونکہ تم اسی کی کتاب پڑھتے ہو۔"

اس آیتِ کریمہ سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حاکمیت صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کو زیبا ہے اور اس حاکمیت میں کائنات کی عظیم ترین ہستی بھی معمولی سی شرکت نہیں رکھتی۔ حاکمیت کا یہ وصف قرآن کریم کی بہت سی آیت کی رو سے صرف اللہ تعالیٰ کو ہی لائق ہے۔ جب اسلام میں یہ حاکمیت صرف وحدہ لاشریک کا خاصہ ہے تو اس کے ماسوا سارے ربّ ذوالجلال کے محکوم و مطیع ہیں اور ان محکومین میں بجز اس کے کوئی فرق نہیں کہ اللہ خود کسی کو کسی حکم سے خصوصیت عطا فرمادیں، اگر یہ بات خود حاکم مطلق نے جاری نہیں فرمائی تو اللہ کی محکومیت واطاعت میں تمام انسان بلا استثنا بالکل مساوی ہیں اور ان کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں حاکم اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے اور باقی سب محکوم و مطیع... اس سلسلے میں اُساریٰ بدر کے واقعے سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان ﷺ کے ساتھ ساتھ اُن کے تمام پیروکاروں کو سخت الفاظ میں وعید سنائی تھی:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾

"کسی نبی کو یہ لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں حتیٰ کہ زمین میں خون ریزی کی جنگ نہ ہو جائے۔ تم دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ زور آور باحکمت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے معافی لکھ نہ دی گئی ہوتی تو تمہارے اس فیصلے کی پاداش میں بڑے عذاب کا سامنا کرنا پڑتا۔"

احادیثِ مبارکہ میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو وہ عذاب بھی دکھایا گیا۔ تفصیل کے طالب پورے واقعے کی تفصیلات ملاحظہ فرمالیں۔ الغرض کسی بھی سیاسی نظام میں اہم ترین تصور، اس کا تصورِ حاکمیت ہوتا ہے اور اللہ کی حاکمیتِ اعلیٰ خلافت وامارت کا مرکز وجوہر ہے۔ اللہ کی یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاکمیتِ اعلیٰ اور اس کی شریعت کی پابندی اللہ کی تمام مخلوقات پر کامل مساوات سے نافذ ہوتی ہے، نہ کہ اس سے کسی کو معمولی سا استثنا بھی حاصل ہونے کی اُمید ہوتی ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنے آپ کو قانونی بازپرس سے بڑھ کر بدلہ کے لئے پیش فرما دیا اور چشم فلک نے دیکھا کہ اللہ کا محبوب و خلیل ﷺ، اللہ کی شرع کی تعمیل میں اپنے اُمتیوں کے سامنے ہی اپنے آپ کو بدلہ لینے کے لئے پیش کر رہا ہے۔ سیرت کی کتب میں یہ واقعہ ایک اعرابی صحابی سیدنا اُسید انصاریؓ کے حوالے سے موجود ہے۔

دوسری طرف ہم جمہوری نظام کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا کہ انسانوں کی حاکمیت پر مبنی نظام میں، حکم کے مدار المہام پر فائز شخص اپنی ذات کے لئے اپنے جیسے انسانوں کے بنائے قانون سے استثنا کا متمنی و داعی ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہوریت میں ایک جیسے انسانوں کی مساوات کا تصور ایک خاص نکتے پر آ کر رک گیا ہے اور تمام انسانوں کو مساواتِ کاملہ دینے کے دعوے میں جمہوریت سچی نہیں ہے۔

اسلام ہی انسانیت کی عظمت کا محافظ ہے!

یہ بھی معلوم ہوا کہ انسانیت کو جو عظمت اسلام نے عطا کی ہے، وہ عظمت دنیا کا کوئی سیاسی نظام نہیں دیتا کہ اس پر اپنے خالق کے سوا کسی عظیم ترین انسان کی اطاعت بھی اصلاً واجب نہیں ہے۔ اسلام صرف ایک اللہ کی اطاعت کا نام ہے۔ اوپر انبیا کی اطاعت کا تذکرہ بھی اللہ کی شریعت سے مستنیر رہنمائی سے مشروط کر دیا گیا ہے کہ کوئی نبی اللہ کی شریعت سے بڑھ کر کسی انسان کو اپنا مطیع نہیں بنا سکتا۔ ایسے ہی ہر مسلم حکمران بھی جب کسی مسلمان پر اپنے احکامات لاگو کرتا ہے تو وہ مسلمان اسی بنا پر اس کے احکام کی اتباع کرتا ہے کہ اس کے ربّ نے اسے حکمران و اُولی الامر کی اطاعت کا پابند کیا ہے۔ اور حکمران کی وہ اطاعت جو اللہ کے حکم کے مخالف ہو، اس کی اطاعت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرما دیا ہے۔ یہ اسلام کی آزادی اور انسانی عظمت ہے کہ اسلام کی رو سے تمام انسان براہِ راست اللہ کے احکام کے مخاطب ہیں، صرف ایک اللہ کے مطیع ہیں، اور اپنے جیسے کسی عظیم سے عظیم تر انسان کے بھی شخصی طور پر متبع نہیں۔ ہاں اگر اللہ نے کسی انسان کی اطاعت، مثلاً بیوی پر شوہر کی اطاعت واجب قرار دی ہے تو بیوی بھی اپنے ربّ کے حکم کی اتباع میں اپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہے۔ دوسری طرف جمہوریت اپنے جیسے انسانوں کی محکومیت کا دوسرا نام ہے، جنہیں کسی بنا پر اپنے سے زیادہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثریت حاصل کرنے والوں کا تابع فرمان بن کر رہنا پڑتا ہے۔

جمہوریت میں بعض انسان، قانون کو معطل کرسکتے ہیں!

جس طرح اسلام میں کوئی عظیم سے عظیم انسان، خالق کی شریعت کے سامنے بالاتری کا دعویٰ نہیں کر سکتا، اسی طرح اسلام میں نظم اجتماعی کا عظیم ترین منصب دار بھی اللہ کے قانون سے کسی کو استثنا دلوا نہیں سکتا، جبکہ جمہوریت کی صورت حال اس سے مختلف ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جمہوریت میں صدر جمہوریہ، کسی بھی انسان کی سزا معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہے کیونکہ وہ اپنے جیسے انسانوں کے بنائے قانون کا مرکز و محور ہے اور اُسے اس قانون میں خصوصی اختیارات دیئے گئے ہیں۔ پاکستان اور دیگر جمہوریاؤں کے بہت سے صدور نے اس بنا پر کئی مجرموں کی سزائے موت کو معاف کر دیا ہے۔ گویا جمہوریت میں انسانی قوانین کا مرکز، کسی شخص پر اس قانون کو معطل کرنے کا اختیار رکھتا ہے جبکہ اسلام میں اس کا بھی کوئی تصور نہیں ہے۔ اسلام یعنی خلافتِ اسلامیہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نظام ہے اور اس نظام کو معطل کرنے کا اختیار کسی کو حاصل نہیں ہے۔ کسی خلیفہ گورنر تو کجا، عظیم الشان سیاسی و دینی شخصیت ﷺ، جن کے سیاسی منصب کی خلافت بعد میں تمام مسلم خلفا کو حاصل ہوتی ہے، نے بھی اس استحقاق کو استعمال کرنے سے انکار کیا ہے اور آپؐ سے ایسا مطالبہ کرنے والوں سے شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ کتبِ حدیث کا مشہور واقعہ ہے کہ قریش کے قبیلہ بنو مخزوم کی عورت نے چوری کر لی، شرفائے قریش کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ اگر اس عورت پر سزائے سرقہ نافذ کر دی گئی تو قبیلہ قریش کی سیادت و وجاہت خاک میں مل جائے گی۔ اُنہوں نے اسامہؓ بن زید کو آپؐ سے سفارش کے لئے آمادہ کیا اور سیدنا اُسامہ رسالت مآب سے ملتمس ہوئے، جس پر آپؐ غضب ناک ہوئے، منبر منگوایا اور یوں ارشاد فرمایا:

«أتشفع في حد من حدود الله؟»

"اے اُسامہ رضی اللہ عنہ! کیا تم اللہ کی حد میں سفارش کرتے ہو؟"

پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے منبر نبوی پر خطبہ دیا۔ فرمایا:

«إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا»[1]

''وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے، اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ جب اُن میں سے کوئی معزز آدمی چوری کیا کرتا تو اُس کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور جب کوئی کمزور یا عام آدمی چوری کرتا تو اُس پر اللہ کی حد کو قائم کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر میری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ بھی چوری کرتی تو میں اُس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

اس واقعہ سے بخوبی علم ہو جاتا ہے کہ اللہ کی شریعت کو کسی بھی انسان سے بالاتر کرنے کا اختیار نہ کسی نبی ولی کے پاس ہے اور خلیفہ وگورنر اور چھوٹے چھوٹے قطعوں پر پھیلی وطنی ریاستوں کے مسلم حکمران تو کسی قطار شمار میں بھی نہیں آتے۔ نظریہ وہی ایک ہے کہ خلافتِ اسلامیہ میں حاکمیتِ تامہ صرف باری تعالیٰ کو لائق ہے، اس میں کوئی شریک نہیں، اُسی کا قانون چلتا ہے اور اس قانون سے نہ کوئی خود مستثنیٰ ہو سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کو مستثنیٰ کروا سکتا ہے۔

جبکہ پاکستانی کی اسلامی جمہوریت میں حاکمیتِ الٰہیہ کا نعرہ دستور مرتب کرنے والوں نے دستور کے سرنامہ میں بطورِ زیبائش تو درج کر دیا ہے، داخل میں اس حاکمیت کو کہیں کوئی تاثیر ہی نہیں دی، اور پورا ڈھانچہ مغربی جمہوریت کا ہی رکھ چھوڑا ہے۔ ہمارے بھولے اسلام پسند دانشور بھی اسی پر مطمئن ہیں کہ ہمارے ہاں کوئی مغربی جمہوریت تھوڑی ہے، یہ تو اسلامی جمہوریت ہے، اسلامی!! اس پر اسلامی کا سابقہ ہی بتا رہا ہے کہ یہ دراصل کفار کا بنایا نظام ہے جس کو اسلام کا لفظ لگا کر حلقہ بگوش اسلام کرنا پڑتا ہے۔

اس موضوع کی دیگر تفصیلات راقم نے اسی شمارہ محدث میں مطبوعہ اپنے انٹرویو میں پیش کر دی ہیں جس میں بتایا گیا ہے کہ خلفائے راشدین نے شرعِ اسلامی کے سامنے اپنے آپ کو سرنگوں کیا اور مسلم سپہ سالاروں نے اس کی غیر مشروط اتباع کی۔ (دیکھیں صفحہ نمبر ۷۰)

اسلام میں اللہ جل جلالہ کی حاکمیتِ اعلیٰ کا تصور یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہر مقام پر اس کی کارفرمائی نظر آئے۔ اللہ کی حاکمیت شریعتِ الٰہیہ کے غلبے کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ حکمران بھی اس کے مطیع ہوں، عدالتیں بھی اللہ کی شرع کے مطابق ہی فیصلے کریں نہ کہ انسانوں کے بنائے قوانین کے مطابق۔ ہر حکمران کے تعین کی اصل اساس شریعتِ اسلامیہ کی

---

[1] صحیح بخاری:۳۲۱۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اور دوسروں پر نفاذ کی اہلیت قرار پائے۔ جب کوئی حکمران اپنے اوپر حکم الٰہی کا نفاذ چھوڑ دے یعنی کفر بواح یا اقامتِ صلوٰۃ وغیرہ تو اُس کی اطاعت بھی مسلمانوں پر لازم نہ ٹھہرے۔ مسلم حکومت کا پورا کردار معاشرے کے ہر نظام میں اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے پر مرتکز ہو۔ مسلم فوجیں اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے، دین کے تحفظ اور دین کے دفاع کے لئے میدانِ جہاد میں آئیں، اگر اُنہیں شریعتِ اسلامیہ کے خلاف حکم دیا جائے تو خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت ہرگز نہ کریں۔ تعلیم وابلاغ کے میدان میں حاکمیتِ الٰہیہ کی بنا پر تمام کلمہ پڑھنے والوں کو اُسی کی طرف بلایا جائے۔ اللہ کے دین کی تعلیم اور عمل ہی معاشرے میں عظمت وسربلندی کی اساس ہو۔ مسلمانوں کا خزانہ یعنی بیت المال، اللہ کے احکامات کی اتباع میں ہی، شریعت کی ذکر کردہ ترجیحات میں خرچ کیا جائے۔ معیشت میں اسلام کا سکہ چلتا ہو، سود ٹیکس جو اختم کرکے، شریعت کا نظام معیشت: زکوٰۃ، عشر، صدقات، خمس، مال فے، خراج وغیرہ کو لاگو کیا جائے۔ مضاربت ومشارکت اور جائز کاروباروں کا رواج ہو۔ یہ سب اللہ کی حاکمیت کے ہی تقاضے ہیں۔ عالمی تناظر میں دیکھا جائے تو اللہ کو ماننے والے تمام مسلمان ایک اُمت، ایک ملت اور جسدِ واحد ہوں، خلافتِ اسلامیہ میں وطنی ریاستوں کی ایسی سرحدیں ختم کر دی جائیں جو اللہ کے فرمانبرداروں کو بانٹ اور تقسیم کرکے رکھ دیں۔

یہ ہیں خلافت کے وہ نظریات جن سے مغرب لرزہ براندام ہے اور دنیا میں کہیں بھی نظام امارت کے کسی امکانی آغاز میں بھی اس کو اپنی موت نظر آتی ہے۔ نظام خلافت کا اصل جوہر ہر مرحلۂ زندگی میں شریعتِ اسلامیہ کے غلبہ کی صورت میں حاکمیتِ الٰہیہ کا قیام ہے، جس کو بلاوجہ ہیبت ناک آمریت یا پاپائیت وتھیا کریسی سے جوڑ کر اس کے بالمقابل جمہوریت کو انسانی آزادی کے علم بردار نظام کے طور پر پیش کر دیا جاتا ہے۔ مغرب کے سب سے بڑے نظریاتی مخالف وہ مسلمان ہیں جو خلافت کا احیا چاہتے، اس کی تفصیلات جاننے اور سمجھنے میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ جمہوریت نوازوں سے مغرب کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ جمہوریت وطنیت پرستی ہے، ریاستوں میں تقسیم ہو کر ملت کو قوموں (نیشنز) میں منقسم کر دیتا ہے، پھر ایک نظریہ رکھنے والی قوم کو سیاسی جماعتوں میں بانٹ کر باہم صف آرا کرنا ہے۔ یہ مقابل ومخالف صف آرا جماعتیں دورِ نبوی اور دورِ خلافتِ راشدہ میں کہاں نظر آتی ہیں، یہ صرف اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہوریت کا ہی حسن ہیں، جس میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار، سیاسی کشمکش سے عوام کو الجھائے رکھتی ہیں۔ مغربی افواج وطن کی مٹی پر قربان ہوتیں، اس کے تقدس کے لئے لڑتی ہیں اور ان کے کردار کا تعین شریعت کی بجائے انسانوں کا بنایا دستور کرتا ہے۔

دستور کے نام پر قرآن وسنت کے مقابل ایک دستاویز کو وہی تقدس دیا جاتا ہے جو دراصل شریعتِ الٰہیہ کا حق ہے۔ پھر دستور کے نام پر غالب انسانوں کی دوسروں پر حاکمیت بروے کار لائی جاتی ہے، پھر یہ حاکمیت قانون سازی کے ذریعے پورے عدالتی نظام کی صورت میں مسلمانوں پر قائم ونافذ کر دی جاتی ہے۔ مغرب کا تعلیمی نظام، مادہ پرست معاشرے کے قیام اور دنیا سے استمتاع پر استوار ہے۔ اس تعلیمی نظام کی حامل یونیورسٹیوں میں یا تو علوم اسلامیہ کے شعبے ہوتے ہی نہیں، اگر ہوں تو برائے نام اور دنیا سے تمتع کے لئے متعارف ہونے والی علوم وسائنسز سے یہ یونیورسٹیاں بھری پڑی ہوتی ہیں۔ سائنس وانجنیئرنگ اور میڈیکل کی آئے روز نت نئی شاخوں میں ریسرچ کی اور تعلیم دی جاتی ہے اور اسلامیات کا ایک کمزور سا شعبہ بھی ملحدانہ نگاہوں میں کھٹکتا ہے۔ جمہوریت کا ابلاغی نظام فلم وڈرامہ، موسیقی اور فحاشی کی صورت میں خواہشاتِ نفس کی حکمرانی کا دوسرا نام ہے جس میں کبھی طنز وتمسخر اور کبھی جستجو وتجسس کو ہی پورا آرٹ بنا دیا گیا ہے۔

الغرض نظام خلافت اللہ کی حاکمیت، زندگی کے ہر طبقے میں قائم کرنے کا نام ہے تو جمہوریت انسانی خواہشات کی حاکمیت کو زندگی کے ہر طبقے میں لانے کا سیاسی آلہ ہے اور دونوں کے نتائج کبھی ایک سے نہیں ہوسکتے۔ ایک اللہ کی حاکمیت ہے تو دوسری انسانوں کی !... پھر کیوں کر اسلام، جمہوریت کے درخت پر ثمر آور ہوسکتا ہے۔ اس بنا پر جمہوریت کے ذریعے اسلامی برکات کا حصول بالکل ایسی ہی بات ہے کہ ہمارا رخ مخالف سمت ہو اور ہم منزل پر پہنچنے کا دھوکہ کھائے بیٹھے ہوں۔ یا تو جمہوریت کی روح یعنی خواہش نفس کی حاکمیت کو بدل کر، اسلام کی روح یعنی اللہ کی بندگی اور حاکمیتِ الٰہیہ میں تبدیل کر دیا جائے اور جمہوریت صرف برائے نام رہ جائے، وگرنہ محض اسلامی نام رکھ دینے سے جمہوری نظاموں سے کبھی اسلام کی برکات نصیب نہ ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو عقل وبصیرت عطا فرمائے۔ آمین! (ڈاکٹر حافظ حسن مدنی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ